

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

چاند کے پار

از... سماویہ عبدلوحید (سماوی)



پہلی قسط: 2

وہ دبے پاؤں گھر میں داخل ہوا اور سیرھیاں چڑھ کر دائیں جانب سیدھ میں ایک کمرے کا دروازہ آہستہ سا دھکیل کر اندر چلا گیا۔

www.kitabnagri.com

لیکن کمرے میں جانے سے پہلے اُس نے اپنے جوتے ایک سائیڈ پر اتارے تھے اور بغیر آواز کیے بیڈ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

بیڈ پر پڑے وجود کا بستر اچھے سے چیک کرنے کے بعد کہیں اُس میں سے ہوا تو نہیں جا رہی، وہ وہیں قالین پر پاس بیٹھ گیا۔

بیڈ پر اس لیے نہیں بیٹھا تھا کہ کہیں وہ جاگ نا جائے۔

وہ کتنی ہی دیر خاموشی سے بیٹھا اس وجود کو دیکھتا رہا۔ اور پھر نجانے کیا سوچی کہ اُٹھ کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اُن کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔

اُس کے ایسا کرنے سے بے جان وجود میں جیسے انرجی سی دوڑ گئی اور جھٹ سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

"آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں آیا ہوں۔" اُنہیں اپنی طرف تکتا دیکھ وہ مسکرا دیا۔

"اگر آپ کہنا چاہتے ہیں کہ تمہاری خوشبو مجھے محسوس ہو جاتی ہے تو میری محبت آپ کو محسوس کیوں نہیں ہوتی آپ کیوں میرے لیے جلدی سے ٹھیک نہیں ہو جاتے؟"

وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھ کر ہر بار کی طرح خود ہی سوال اور خود ہی جواب دے رہا تھا۔

"میں نہیں مانتا کہ آپ مجھ سے زرا سی بھی محبت کرتے ہیں اگر ایسا ہے تو اُٹھ کر مجھے گلے کیوں نہیں لگا لیتے؟"

آپ دیکھ نہیں رہے آپ کا بیٹا کتنا ترسا ہوا ہے محبت کو! "وہ بظاہر روتو نہیں رہا تھا لیکن اگر کوئی اس وقت اُس کی آنکھیں پڑھ لیتا تو جان لیتا کہ وہ کتنی تکلیف میں ہے۔

ایسے بہت سے سوال، جواب روز وہ اپنے سامنے پڑے شخص سے کرتا۔ لیکن ہر بار کی طرح اپنے سوالوں کا جواب خود ہی دے کر وہ اُٹھ بیٹھا۔

کیا بات ہے آپ جب سے آئے ہیں کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟"

ایفت بیگم انہیں کافی دیر سے ایک ہی کیفیت میں بیٹھا دیکھ رہیں تھیں۔

نہیں! کچھ نہیں، بس آج زرا زیادہ تھک گیا ہوں۔ "وہ اُن کی آواز پر چونک کر بولے تھے۔

وہ جانتے تھے ایفت بیگم انہیں پریشان نہیں دیکھ سکتیں، اس لیے فوراً سنبھلے تھے۔

"اچھا پھر کھانے سے کیوں منا کر دیا؟"

"بس آج طلب نہیں، آفس میں کچھ دوست آئے تھے تو اُن کے ساتھ کھانا کھالیا تھا۔" بات کرنے کے دوران انہیں اپنے کندھے پر ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔

"تھوڑا سا کھالیں نہیں تو طبیعت خراب ہو جائے گی اور بچے بھی ٹیبل پر آپکا انتظار کر رہے ہیں۔" فکرُن کے چہرے سے ظاہر تھی۔

"چلیے اب آپ اتنے پیار سے کہ رہی ہیں تو چلنا ہی پڑے گا۔" وہ انہیں چھیرتے ہوئے بولے۔

www.kitabnagri.com

"بات کو گھمانا کوئی آپ سے سیکھے۔"

جلدی آجائے نیچے کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ آپکو پتہ نہ بچے آپکے بغیر نہیں کھاتے۔ "جو ابا وہ ہستے ہوئے بول کے باہر چل دیں۔

اُن کی مسکراہٹ نے آج کتنے سالوں بعد انہیں پرانے وقتوں کی یاد دلانے تھی لیکن جلد ہی سر جھٹک کر اُن کے پیچھے چل پڑے۔

ارے آج تو پورا گھر خوشبو سے مہک رہا ہے۔ آج کچھ خاص بات ہے کیا؟ "اُنہوں نے سب کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

اور اُن کے پوچھنے پر سموط کو پانی پیتے پیتے اچھو لگا۔

آپ کو نہیں پتہ آج کیا خاص بات ہے؟ ایمیل نے اُنہیں حیران نظروں سے دیکھا جبکہ سموط نے بیچارگی سے۔ اور واصف صاحب بغیر کوئی بات سمجھے کرسی دکھیل کر بیٹھ گئے۔ مزے دار کھانا دیکھ کر اُن کی بوکھ جاگ چکی تھی۔

"ڈیڈ آپکو پتہ ہے یہ سارا اتمام ماما نے کیا ہے" گھر میں صرف کھانے کی ہی خوشبو نہیں تھی بلکہ جگہ جگہ تازہ پھول لگا کر اچھا خاصا ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

"ارے میں بھی تو یہی پوچھ رہا ہوں کہ آج اتنا سارا اتمام کیوں؟" وہ ساتھ ڈشز چیک کرتے ہوئے پوچھنے لگے

www.kitabnagri.com

"بچوں کتنی دفعہ منع کیا ہے کھانے کے وقت فضول باتیں کرنے سے، چپ کر کے سب لوگ کھانا کھائیے۔" ایسی کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ ایفت بیگم نے جھڑک کر چپ کر دیا۔

"ڈیڈ اب بس کر دیں مذاق اور جلدی سے ماما کو وش کر دیں وہ صبح سے آپکا انتظار کر رہی تھیں۔" سموط اپنے باپ کی شکل دیکھ کر سمجھ چکا تھا کی وہ بھول چکے ہیں کہ آج اُن کی شادی کی سالگرہ ہے اسی لیے اپنی باتوں کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی سمجھاتے ہوئے بولا۔

"ماما کو وش؟" وہ نا سمجھی سے سموط کی شکل دیکھنے لگے جبکہ سموط کا دل افسوس سے اپنا ماتھا پیٹنے کو چاہا۔

"آپکو یاد ہے میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں بہت جلد آپکے دشمنوں کو آپکے سامنے گٹھنے ٹیکنے پر مجبور کر دوں گا۔"

اب وقت آ گیا ہے کہ وہ اپنے کیے کا حساب دیں۔

اس دن کا کتنی بے صبری سے انتظار کیا میں آپکو بتا نہیں سکتا۔ میں چاہتا تھا کہ جب میں جاؤں آپ مجھے اپنی دُعاؤں میں رخصت کریں۔ "جاتے جاتے وہ اپنے آنے کا مقصد یاد آتے ہی پلٹا تھا۔

وہ بے تاثر لہجے میں بتاتے ہوئے اُن کے قریب آیا تھا اور اُن جو ہاتھ کچھ دیر پہلے وہ تھا مے بیٹھا تھا اُسے کمر میں کرنے لگا تھا کہ اُنہوں نے مضبوطی سے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔

یہ لمحہ اُس کے لیے حیران کن تھا کیونکہ آج سے پہلے اُن کی باڈی میں ایسی کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔

وہ حیران ہونے کے ساتھ خوش بھی ہوا تھا۔

کتنے ہی لمحے ایسے گزر گئے جب اُس نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے اُس کی نظر اُن کے چہرے پر پڑی

بے شک وہ بول نہیں سکتے تھے پر اُن کی آنکھوں کا درد خوب وہ سمجھ سکتا تھا۔

وہ دوبارہ سے اُن کے پاس ٹک گیا اور جب گہری نیند میں چلے گئے تو اُٹھ کر دوسرے روم میں چلا گیا۔

"کمرے میں آتے ہی اُس نے پردے پیچھے کھسکائے تھے اور کھڑکیاں کھول دیں تھیں۔ پردے پیچھے کرتے ہی لندن کے واسیوں نے اُسے یقین دلایا تھا کہ وہ اکیلا ہی نہیں جس کی آنکھ کے گوشوں سے نیند کو سوں دور ہے۔ لیکن خاموشی صرف اُس کے اور سامنے چمکتے چاند کے اندر تھی۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

واصف صاحب کی لا پرواہی کو دیکھ اُن دونوں کا دل چاہا کہ اپنا ماتھا پیٹ لیں۔
"سموٹ ہمیں کچھ کرنا پڑے گا ورنہ بابا تو گئے کام سے۔" سموٹ کے موبائل کی بپ ٹون بجی تھی اور سامنے ایمیل کے نام سے میسج تھا۔

"سموٹ کتنی مرتبہ منع کیا ہے کہ کھانے کے دوران موبائل فون نہ یوز کیا کرو۔" اُسے موبائل میں سر دیے دیکھ ایفٹ بیگم نے ڈپٹا تھا۔

"وہ ماما دوست کا ضروری میسج ہے میں اُسے کال کر کے ابھی آیا۔" وہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھا۔

"جو بھی بات کرنی ہے بعد میں کرنا بھی بیٹھ کر کھاو چپ کر کے"۔

"ماما بہت ضروری ہے، بس ایک منٹ لگے گا۔ وہ کیا ہے نہ میرا دوست بہت مصیبت میں ہے اگر اُس کی ہیلپ نہ کی تو وہ بہت بڑی مشکل میں پڑ جائے گا۔" یہ کہتے ہی اُس نے بیچارگی سے اپنے باپ کی طرف دیکھا تھا جو کہ ہر بات سے بے خبر کھا رہے تھے۔

۔ اس سے پہلے کہ انہیں کچھ کہنے کا موقع ملتا وہ اُٹھ کر باہر چلا گیا۔

"ارے یہ سموط مجھے کیوں کال کر رہا ہے، دماغ تو ٹھیک ہے اس کا؟ موبائل سکرین پر سموط کالنگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"اُٹھالیں ہو سکتا ہے کوئی ضروری بات ہو؟ اس سے پہلے کہ وہ کاٹے ایمیل بول پڑی۔

"تم بھی کمال کرتی ہو بیٹا، اُس نے غلطی سے ڈائل کر دیا ہو گا۔ ورنہ اگر اُس نے کوئی بات کرنی ہوتی تو میرے پاس ہی بیٹھا تھا۔" اُن کی بات کے دوران دوبارہ رنگ ہوئی۔

"سموط یار جو بات کرنی ہے اندر آ کر، کر لو۔ اپنے باپ کو سکون سے کھانے تو دیا کرو۔"

"ہاں، ہاں..... آپ سکون سے کھائیں ڈیڈ۔

لیکن آپکو اتنا بتا دوں کہ اگر اسی سکون سے کھاتے رہے تو کل کے کھانے میں آپکا بھرتہ بنائیں گی ماما۔"

وہ لفظ چبا چبا کر بولا۔

"کیا مطلب؟" نا سمجھی سے موبائل کو گھورنے لگے۔

"سمجھ جائیں گے! سمجھ جائیں گے! آپکی اولاد ہے نہ آپکو آپکی بھولی ہوئی چیزیں یاد کروانے کے لیے۔
مجھے تو لگتا ہے کہ آپ نے ہمیں پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ ہر بار آپ کی شادی کی سالگرہ یاد کروا سکیں۔" وہ
آپ باپ کے ایکسپریشنز کو دل میں امیجن کر کے مزے لیتے ہوئے بولا۔

اور اُس کے یہ کہنے کی ہی دیر تھی کہ
واصف صاحب کا کھانا حلق میں ہی پھنس کر رہ گیا۔ پہلی بار اُن کی نظر کھانے سے ہٹ کر ارد گرد کی گئی سجاوٹ پر
گئی تھی۔ اب حالات کو کیسے سنبھالنا تھا یہ اُن کے لیے بڑا مسئلہ تھا۔

"وہ گہری نیند میں تھی جب کسی عجیب سے احساس کے تحت اُس کی آنکھ کھلی۔
بہت دیر کروٹ کیلنے کے بعد بھی نیند نہ آئی تو اُٹھ بیٹھی اور جا کر کھڑکی کھول کر لمبی لمبی سانس بھرنے لگی
آسمان پر چاند روشن تھا۔

www.kitabnagri.com

گھڑی رات کے تین بج رہی تھی لیکن اپنی بے خوابی کا سبب وہ جاننے سے قاصر تھی۔
لیکن اب وہ اپنی نیند بھول کر چاند کو دیکھنے میں مگن تھی۔

چاند کو گھنٹوں دیکھنا اُس کی عادتوں میں شامل تھا اور چاند وہ بھی جو چودھویں کا ہو اُس کی تو وہ دیوانی تھی۔
جو باتیں، جو خواب وہ کسی سے نہیں کہہ سکتی تھی وہ اُس چاند سے چپکے سے کہہ دیا کرتی تھی۔

ابھی بھی وہ چاند دیکھنے میٰ محو تھی کہ اپنے آس پاس اُسے لفظوں کی بازگشت سنائی دی
وہ تقریباً کوئی دس سال کی بچی تھی جو ٹیرس پر کھڑی تھی اور کوئی دے پاؤں چپکے سے کوئی وہاں آیا تھا۔
لمبے بال اُس کی پشت پر بکھڑے تھے اور اپنے ہاتھ رینگ پر ٹکائے وہ رُخ موڑے ہوئے تھی۔

ان دونوں کے کمروں کی بنی بالکنی قریب قریب ہی تھیں اور وہ وہیں سے آیا، جایا کرتا تھا۔
"تم یہاں کھڑی ہو اور میں پورے گھر میں تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔" وہ اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا۔
اُس کے کمرے کی بالکنی بہت خوبصورت تھی۔

رنگ بھرنے پھولوں سے مزین۔

"ہاں ویسے چڑیلیں تو اسی ٹائم آزاد ہوتی ہیں۔" وہ اُسے دیکھ کر زرہ برابر بھی حیران نہیں ہوئی تھی اور نامر کر
دیکھا تھا۔

"جاو یہاں سے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔" اُس نے اپنا رخ تھوڑا مزید دوسری جانب پھیرا
www.kitabnagri.com

"مانا کہ تم یہاں اپنے بہن، بھائیوں سے ملنے آئی ہو لیکن اتنی بے کیا بے مروتی کہ دوست کو منہ ہی نہ لگاؤ۔" وہ
جان بوجھ کہ اُسے چڑا رہا تھا۔

"اب ادھر منہ کر لو، مجھے پتہ ہے کہ تم رور ہی ہو۔"

کہتے ہی اُسکا منہ پکڑ کر اپنی جانب کیا تھا۔

"م.. میں نہیں رو رہی تھی۔" اُس نے آنکھوں کو رگڑتے ہوئے کہا۔

جب کے اُس کی سوچی ہوئی آنکھوں سے صاف پتہ لگتا تھا جو کہ رگڑ رگڑ کر سو جائی گی تھیں۔

"میں نے تو سنا تھا کہ چڑیلیں دوسروں کو رولاتی ہیں اور یہاں تم خود رونے دھونے میں مصروف ہو۔ تم نے تو اپنی فیملی کا نام مٹی میں ملا دیا۔" وہ اُس کی سُرخ ناک کو چھڑتے ہوئے بولا تھا۔

"مجھے تم سے بات نہیں کرنی جاو یہاں سے۔"

"میں تو چاند سے ملنے آیا تھا، اُس سے کچھ پوچھنے۔"

وہ اب ریلنگ کے اوپر چڑھے دونوں ٹانگیں باہر والی سائیڈ پر کر کے بیٹھ گیا۔ وہ ایسا اکثر کرتا تھا۔

اور وہ ہمیشہ اُس کی بہادری پر حیران ہوتی تھی، اور ہمیشہ اُس سے یہی سوال کرتی تھی کہ "تمہیں ڈر نہیں لگتا؟"

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

"لیکن آج سوال کچھ اور تھا۔"

"کیا پوچھنے؟ حیرانگی سے منہ کھولے وہ اُس کو سُنے کے انتظار میں تھی۔"

"سب کچھ..... جب، جب تم روتی ہو، جب، جب ہستی ہو، سب بتاتا ہے یہ مجھے۔"

ابھی بھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اسی کی وجہ سے پتہ چلا تھا کہ تم رو رہی۔"

اپنے خیالوں سے وہ آذانوں کی آواز پر چونکی تھی۔ اور بے اختیار اُس کا ہاتھ اپنے گال پر گیا تھا جو آنسوؤں سے تر تھا۔

"کیا اب بھی اُسے پتہ چلتا ہو گا کہ میں کب روتی ہو، کب اداس ہوتی ہوں اور کب خوش"۔ اپنے رخسار صاف کرتی وہ بس سوچ کر رہ گئی اور سر جھٹک کر وضو کرنے چلی گئی۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اُسی حالت میں کھڑا تھا۔ اور وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسے کیوں کھڑا ہے۔ کیا اُسے کوئی یاد آیا تھا؟

یا پھر اُس میں کسی کی مشابہت نظر آتی تھی۔ اپنے ہی خیالوں سے ڈر کر وہ پیچھے ہٹا تھا۔
"ہاں بولو!" فون کی پہلی ہی بیل پر اُس کا اُٹھائی تھی کہ جیسے وہ جانتا ہو کہ کون کرنے والا ہے۔
"ہمم..... میں جانتا ہوں۔"

۔ "ہاہا ہاہا..... تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہ لوگ مجھے ٹریپ کر سکتے ہیں؟ وہ لوگ میرے جال میں ہیں۔" رات کے ٹائم اُس کا کھوکھلا قبضہ بہت دور تک گونجتا تھا۔
"ویلڈن راشد تم نے اچھا کام کیا ہے۔ آگے بھی تم صرف وہی کرو گے جو میں تم سے کہو گا۔ اُن تک وہی خبر پہنچانی ہے جو میں چاہوں گا۔"

وہ اپنے دشمن سے ہمیشہ دو قدم آگے چلتا تھا

تب تک بہت دیر ہو چکی ہوتی تھی۔

"lllllllll"

دن رات کافرق دیکھے بغیر اُس کاجب دل چاہتاوہ سیب کھاتا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

اُس کا کمرہ دن کے آٹھ بجے بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا جب رضوانہ بیگم وہاں داخل ہوئیں۔

وہ اُس کے سرہانے بیٹھ کر اُس کے بالوں میں نرمی سے اُنگلیاں چلانے لگیں

افشی بیٹاب اُٹھ بھی جاو، دیکھو سورج سرپڑھ چڑھ آیا ہے اور کتنا سوں گی بیٹا آٹھ بج گئے ہیں؟" وہ تھوڑا سا کسمائی لیکن پھر دوسری طرف کروٹ لے کر دوبارہ سو گئی

"کیا بات ہے بیٹا کیا آج یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟" انہوں نے آخری کوشش کرتے ہوئے پوچھا کیونکہ افشی نے ہی انہیں سونے سے پہلے صبح جلدی جگانے کا کہا تھا۔
"یونیورسٹی" وہ منہ میں بڑبڑائی اور جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"مجھے تو یونیورسٹی جانا تھا، کیا ٹائم ہو گیا ہے؟" وہ جوتے پیروں میں اڑستے ہوئے واشروم کی طرف بھاگی۔
"بیٹا میں تو تمہیں کب سے اٹھانے کی کوشش کر رہی ہوں" ناشتہ بنا رہی ہوں کھا کر جانا، بھوکے مت چلی جانا۔"
وہ اتنا اونچا بولیں کہ وہ واشروم میں بیٹھی بھی سُن سکے۔

"دادو مجھے کچھ نہیں کھانا، بس میرا کوئی اچھا سا سوٹ نکال کر رکھ دیں۔" دانت برش کرتے بھی اُس کا منہ بند نہیں رہ سکا تھا۔

پورے پندرہ منٹ بعد وہ مکمل تیاری کے ساتھ ہلکے نیلے رنگ کا گھیر دار فراک پہنے سیڑھیاں اترتے دکھائی دی۔
—
بال معمول کے مطابق کھلے تھے اور دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا۔
www.kitabnagri.com

"دادو میں ناشتہ نہیں کروں گی، آلریڈی بہت لیٹ ہو چکی ہوں میں" وہ سیرھا کچن میں آکر دادو سے لپٹ گئی اور انہیں ناشتے کی ٹیبل سیٹ کرتے دیکھ منع کر دیا۔

"افشی میں نے کتنی بار منع کیا ہے کہ خالی پیٹ گھر سے نہیں نکلتے" وہ اُسے روکتے رہ گئیں پر وہ کہاں سننے والی تھی۔

"دادو میں پکا وہاں جاتے ہی کچھ کھالوں گی۔"

جاتے جاتے مَر کر اُس نے یقین دہانی کروائی تھی۔

"ایمل کی مس کالز؟ وہ تو مجھے کچا کھا جائے گی۔" موبائل پر ایمل کی اتنی مس کالز دیکھ اُسے فکر ہوئی تھی اور غصہ بھی آیا تھا کیوں کہ وہ اُس کے بغیر چلی گئی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آئی مجھے چھوڑ کر تم اکیلی چلی گئی؟" اُس نے کال بیک کی اور کال پک ہوتے ہی پھٹ پڑی۔

"میں گھنٹہ تمہارے سر پر کھڑی رہی تھی اور تم نے ہی کہا تھا کہ تم نہیں جاو گی میں چلی جاؤں۔"

مجھے تو لگا کہ شاید تمہاری طبیعت خراب ہے اسک لیے بغیر انسٹ کیے چلی آئی۔" حالانکہ ایمل کو اُس سے ناراض ہونا چاہیے تھا اور اُلٹا اُس کو برستے دیکھ وہ پہلے تو منہ کھولے موبائل دیکھتی رہی اور پھر لفظوں کو چبا چبا کے بولی۔

"ہاں! ہاں ٹھیک ہے، میں نے تو بس پوچھا ہی تھا اور تم نان سٹاپ شروع ہو گئی۔ اپنی غلطی یاد آتے ہی اُس نے ایمل کو کول ڈاون کرنا چاہا۔ اسے اب یاد آیا تھا کہ وہ صبح واقعی اُسے اُٹھانے آئی تھی اور نیند میں اُس نے جانے سے منع کر دیا تھا۔ آج اُسکا بہت امپورٹنٹ لیکچر تھا اور وہ کسی بھی حالت میں چھٹی نہیں کر سکتی تھی لہذا باتوں کے دوران وہ ٹاون کے گیٹ تک پہنچ چکی تھی اور آگے سے بس سٹاپ تک کا راستہ پانچ منٹ کا تھا۔

یہ سٹاپ ٹاون سے پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا اور وہاں سے گورنمنٹ کی طرف سے فری سروس بس چلتی تھی جس کے دوبارہ آنے میں تھوڑا ٹائم باقی تھا۔

ایسی بس سروسز اسلام آباد میں جگہ جگہ عوام کی سہولت کے لیے چلائی گئی تھیں اور خاص طور پر ایسی جگہوں پر جو مین روڈ سے دور ہیں۔

ایمل اور افشی میڈیکل کے فائنل ایئر میں تھیں۔

اُس کے دادا چاہتے تھے کہ وہ ڈاکٹر بنے اپنے باپ کی طرح جبکہ افشی فائن آرٹس کی طرف جانا چاہتی تھی۔
"اچھا چلو ٹھیک ہے میں تم سے اب وہیں پہنچ کر بات کرتی ہوں"۔ بس سٹاپ پر کھڑی ہوں تھوڑی دیر میں
بس آنے والی ہے، تو پھر میں نکلتی ہوں"

وہ اپنی بات مکمل کرتے کال کاٹنے ہی لگی تھی کہ ایمل کی آواز اندر سے دوبارہ ابھری۔

"کیا تم یونی آر ہی ہو؟

"ہاں!" بس کا انتظار کر رہی ہوں آنے ہی والی ہوگی"۔

"تماری طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو ریٹ کر لیتی۔ ویسے بھی سر رضوان کی زیادہ امپورٹنٹ کلاس تھی جو گزر گئی
اب آنے کا کیا فائدہ؟"

"

یہ تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتی تھی؟" اور ویسے بھی بس کے آنے کے آثار بھی نہیں نظر آرہے مجھے۔

اُس نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں پانچ بس منٹ اوپر ہونے کے باوجود ابھی تک نہیں آئی تھی۔

"چلو میں دیکھتی ہوں کہ کیا کرنا ہے۔" اُس نے مزید پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد گھر جانے کا فیصلہ کیا۔

موسم اچھا خاصا سُہانا ہو چکا تھا اسلا مآباد کا ہر پل بدلتا موسم ہی اس شہر کی دلکشی میں اضافہ کرتا تھا

موسم کے بدلنے سے اُس کا موڈ کافی خوشگوار ہو گیا تھا، رات والی اُداسی اب کہیں نہیں تھی۔

گھر واپسی کی راہ پر وہ بچوں کو کھیلتا دیکھ وہیں رُک گئی۔

وہ سب کرکٹ کھیل رہے تھے اور اسی دوران ایک ٹیم کا کھلاڑی آوٹ ہونے پر اچھی خاصی بحث چھڑ گئی تھی۔

ایک ٹیم اپنے کھلاڑی کو آوٹ ماننے سے انکاری تھی کیونکہ اُن کے خیال میں بال وکٹ کو ٹچ نہیں ہوا تھا جبکہ مقابل ٹیم بھی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھی۔

"کتنی بار منع کیا ہے تم لوگوں کو کہ کھیلنے کے دوران لڑائی مت کیا کرو۔ یا تو تم لوگ کھیلنا چھوڑ دو یا لڑائی کرنا۔"

یہ سب بچے اُن کے ٹاون کے ہی تھے اور سب کو وہ اچھے سے جانتی تھی۔ وہ، ایمیل اور سموط اکثر سنڈے کو ان بچوں کے ساتھ مل کر کھیلا کرتے تھے

"آفشی آپ اپنی ہماری غلطی نہیں، یہ لوگ ہی چیٹنگ کر رہے ہیں۔" نیلے رنگ کا فراق پہنے ایک بچی آگے بڑھی اور دوسری ٹیم کے بچوں کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"ہم لوگ چیٹنگ نہیں کر رہے تھے، میں نے خود دیکھا تھا اس کا بال وکٹ کو ٹچ ہوتے ہوئے۔" اگر کوئی اس وقت اس بچے کے چہرے

پر چھائی معصومیت دیکھ لیتا تو بے شبہ اُسے دُنیا کے معصوم ترین ہونے کا کریڈٹ مل جاتا۔

"منٹو میں نے خود دیکھا تھا کہ کوئی بال وال نہیں ٹچ ہوا تھا وکٹ کو۔" اپنا جھوٹ پکڑے جانے پر اُس نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔

"وہ..... وہ میں...۔" اسے سوچ نہیں رہا تھا کہ کیا بہانہ بنائے۔

"اچھا.. بس بس! سوری کرو سب سے کان پکڑ کر، ابھی۔"

اور ناچاہتے ہوئے بھی بے چارے کو سوری کہنا ہی پڑا۔ بُرا سامنہ بنا کر سوری کہتے اُس کی شکل دیکھنے والی تھی۔
"گڈ چلو اب سارے اچھے بچوں کی طرح کھیلو۔ اور اب کوئی لڑائی نہیں۔" اُنہیں ہدایت کرتے اُس نے منٹو کے گال کھینچے تھے جو منہ پھولائے کھڑا تھا۔

"کیا آپ نہیں کھیل رہیں ہمارے ساتھ؟" یہ مول تھی۔

"نہیں میں گھر جا رہی ہوں پرویک اینڈ پرپکا۔" وہ پہلے سے ہی رات سے ڈسٹرب تھی اور اب آرام کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"آپ پڑھ پڑھ کر بور نہیں ہو جاتیں۔ ابھی بھی آپ گھر جا کر پڑھنے بیٹھ جائیں گیں۔" یہ سمیر تھا جو آئے دن سکول سے چھٹی کیے رہتا اور اُس نے افشی کے ہاتھوں میں کتابیں دیکھ کر اندازہ لگایا تھا۔

"ہاں ہاں تمہیں کوئی پڑھتا ہوا کیوں اچھا لگے گا۔ نہ تم خود پڑھنے میں انٹر سٹ رکھتے ہو اور نہ کسی کو پڑھتے دیکھ سکتے ہو۔" یہ اُس کی چھوٹی بہن تھی جس نے اپنی طرف سے اُسے ڈھیٹ کرنے کی کوشش کی تھی۔

"تم کھانے پر دھان دو موٹی" وہ بدلہ چکانہ کہاں بھولتا تھا

منٹو! "ابھی منا کیا میں نے اور تم پھر شروع ہو گئے؟

اور جو سمجھایا ہے اسے یاد رکھنا سب وہ جاتے ہوئے ایک بار پھر سب کو تنبیہ کرنا بھولی

"دروازے پر کوئی تیسری بار بیل ہوئی تھی اور اس بار تو بیل پر ہاتھ رکھنے والا شاید بھول ہی گیا تھا۔

"پتہ نہیں اس وقت کون آگیا۔ ارے بھائی آرہی ہوں انتظار کرو تھوڑا۔"

وہ کام والی کے ساتھ کام کرنے کروانے میں مصروف تھیں اسی لیے دروازے پر ہونے والی بیل پردھان نہیں گیا تھا۔

لیکن جب باہر کھڑے شخص نے بھی اس بار مسلسل بیل بجا کر اندر والوں کی توجہ دروازے کی طرف کرواتے تھے۔

"ارے شازل!.." وہ کہتے ہی اُس کے گلے لگی تھیں اور کبھی اُس کا ماتھا چومتی اور کبھی اُس کے چہرے پر ہاتھ لگا کر اُس کے ہونے کا یقین کرتیں۔

وہ اس وقت جتنی حیران ہوئیں تھیں اُس سے زیادہ خوش تھیں۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اتنے عرصے بعد تم میرے سامنے کھڑے ہو۔ میں نے تمہیں بہت مس کیا۔" اُن کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

"میں نے بھی آپکو بہت مس کیا ماما۔ اسی لیے تو سارے کام چھوڑ کر آپ سے ملنے چلے آیا۔" اُس نے دوبارہ اپنی ماں کو گلے لگایا اور اُن کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا۔

"اچھا اگر ایسی بات ہے تو اتنے دنوں بعد چکرنا لگاتے۔"

وہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی شکوہ کر گئیں۔

"ماما ہر مہینے تو آتا رہا ہوں، صرف آپسے ملنے۔"

"اب آگیا ہوں نہ، کہیں نہیں جاؤں گا آپکو چھوڑ کر۔"

اُس نے اُنہیں تسلی دی تھی۔

"سچ کہہ رہے ہو؟" اُنہوں نے یقین دہانی چاہی۔

"جی فل حال تو یہیں ہوں آپ کے پاس۔" وہ ابھی اُن کے کندھوں کے گرد بازوؤں ڈالے ہوئے تھے۔

انہیں صوفے پر بٹھاتے وہ خود بھی اُن کے سامنے وہیں ٹک گیا۔

www.kitabnagri.com

"تم آئے کیسے ہو؟ اپنے پاپا کو فون کر دیتے تو وہ ڈرائیور بھیج دیتے۔" وہ فکر ظاہر کرتے بولیں۔

"ماما آپ فکر نہیں کریں، پاپا خود ہی لینے گئے تھے، مجھے چھوڑ کر وہ واپس چلے گئے کوئی ضروری میٹنگ تھی اُن کی۔"

وہ تفصیلاً بولا تھا۔

"تو مطلب تمہارے بابا جانتے تھے کہ تم آنے والے ہو، آنے دوزرا انہیں پوچھتی ہوں" ان کے ایسا کہنے پر وہ

ہنس دیا

"اس میں پاپا کا کوئی قصور نہیں ماما۔ میں نے ہی انہیں منع کیا تھا، آپکو سر پرانز جو دینا تھا۔" کہتے ہوئے ہوئے اُس نے آرام سے اُن کی گود میں سر رکھا تھا۔

"بہت مس کیا آپکو ماما۔"

"اب کہیں جانے کی ضرورت نہیں تمہیں، تمہارے بغیر یہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا اور تم نے ایک بار نہیں سوچا کہ ماں کو ان چار مہینوں میں آکر مل ہی جاؤں۔" وہ آہستہ سے اُس کے سر میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولیں

"ہر ماہ تو ملتارہا آکر بس اس دفعہ تھوڑا مباحرہ ہو گیا۔"

وہ اُس کے معاملے میں بہت پوزیسو تھیں، ایک منٹ بھی اُسے دور کرنا مشکل تھا ان کے لیے اور وہ چار مہینے کی بات کر رہا تھا۔

"چار مہینے تمہاری نظر میں کم ہیں، میرا بس چلے تو ایک پل بھی دور نہ کروں تمہیں اپنے سے۔"

"بہت ضروری کام میں پھس گیا تھا، آئندہ جیسا آپ کہیں گی میں ویسا ہی کروں گا، پکا۔"

پکا کہتے وہ شہ رگ تک ہاتھ لے گیا تھا۔

"ایسا بھی کیا ضروری کام تھا کہ ماں بھی یاد نہیں آتی تھی؟"

"بس تھا کچھ بہت ہی ضروری۔ وقت آنے پر آپکو ضرور بتاؤں گا لیکن فل حال مجھے بہت بوکھ لگی ہے، آپکے ہاتھ کا کھانے کے چکر میں فلائیٹ میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔"

"دیکھو زرا تمہارے آنے کی خوشی میں، میں تو تمہیں کھانے، پینے کا پوچھنا ہی بھول گئی۔" وہ اپنی بیوقوفی پر ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"تم یہیں بیٹھو، میں ابھی تمہارے لیے کچھ لاتی ہوں۔" کہتے ہی وہ کچن کی جانب چل پڑیں۔

وہ سارا دن گھر ہی رہی تھی اور آرام کرنے کے علاوہ ایک مووی دیکھی۔ باقی کا وقت اُس نے دادا، دادی کے کان کھا کر گزارا تھا۔

"دادو میں ایمل کی طرف جارہی ہوں، تھوڑی دیر تک آ جاؤ گی۔" وہ ہمیشہ کی طرح اُنہیں پیچھے سے آکر لپیٹی کر منہ چومتے ہوئے اپنی بات کہہ کر چل پڑی۔

"افشی جلدی آ جانا، تمہارے دادا تمہارے آنے کا پوچھ پوچھ کر میرے کان کھا جاتے ہیں۔" وہ کن آکھیوں سے افشی کے دادا کو دیکھتے بولیں۔

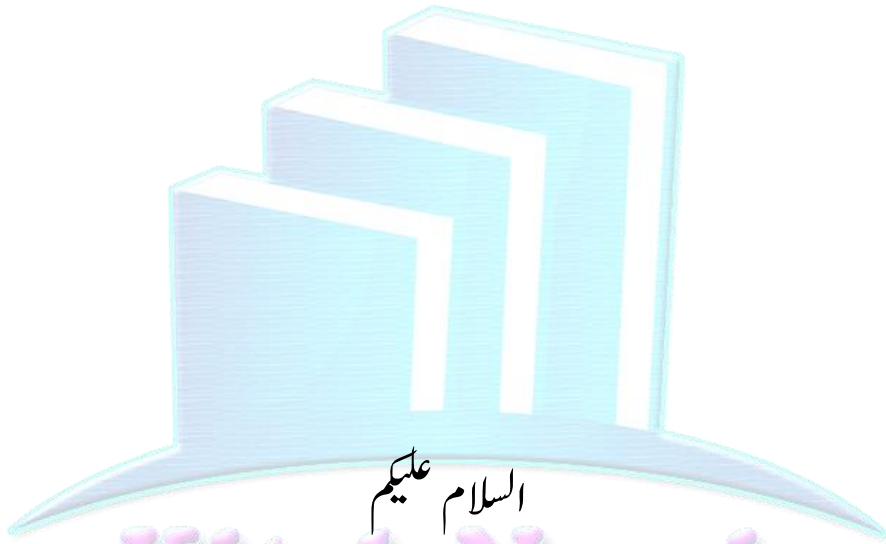
"ہاں تو کیا کروں بائی میرا تو دل نہیں لگتا، جب یہ گھر نہیں ہوتی۔" وہ چائے کا کپ رکھتے گویا ہوئے۔

Chand ke paar novel by Samavia Abdul Waheed

Posted On Kitab Nagri

"میرے پیارے دادا! ایک آپ ہی ہیں اس گھر میں جن کو میرا خیال ہے۔ میں جلدی آجاؤں گی پھر ہم شطرنج کھیلیں گے۔" اُس نے قریب آکر اُن کے گرد بازو حائل کر دیے۔ وہ اپنی طرف سے اپنی دادو کو جیسی فیل کروا رہی تھی۔ اور رضوانہ بیگم نے افسوس سے سر ہلایا جیسے ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

جاری ہے



اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، اسٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

Chand ke paar novel by Samavia Abdul Waheed

Posted On Kitab Nagri

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

